تحریر: حافظ محمد عمار خان ناصر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب ۔ ایک اعتراض کا جائزہ

جناب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام جب تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو دونوں نے مل کر چند دعائیں بارگاہِ خداوندی میں پیش کیں۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ)

اے ہمارے رب! ہماری اولاد میں ایک پیغمبر انہی میں سے بھیجنا جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے۔

اس دعوۃ کے مصداق بالاتفاق جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود دعوےٰ فرماتے ہیں:

انا دعوۃ ابراهيم وكان آخر من بشر بي عيسى بن مريم (السراج المنیر ج ۲ ص ۱۸۵)

میں ابراہیمؑ کی دعا (کا مصداق) ہوں اور سب سے آخر میں عیسیٰؑ بن مریمؑ نے میری بشارت سنائی۔

یہودِ مدینہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ سے قبل جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے پورا ہونے کے منتظر تھے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (البقرہ)

یہ یہود پیغمبرؐ کی بعثت سے قبل (ان کے نام کے طفیل) کفار پر فتح کی دعا کیا کرتے تھے لیکن جب وہ رسولؐ ان کے پاس آگیا تو انہوں نے انکار کر دیا سو ایسے منکروں پر خدا کی لعنت ہے۔

یہود کے اس انکار کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ خدا کے اس موعود پیغمبر کو بنی اسرائیل میں سے گمان کرتے تھے۔ ان کے نزدیک بنی اسرائیل ہی خدا کی برگزیدہ و چنیدہ قوم تھے اور غیر اقوام کے لیے رسالت و نبوت کو وہ اصلاً محال خیال کرتے تھے۔

ہمارے اس دور کے تصویری مسیحی محققین کے ادعا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمٰعیلؑ کی نسل سے تعلق ہی نہیں ہے۔ ان کا بنائے استدلال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب جناب اسمٰعیلؑ تک صحیح طریق سے نہیں پہنچتا بلکہ عدنان نامی شخص تک سلسلۂ نسب پہنچانے کے بعد اوپر کے سلسلہ کے بارے میں خود حضورؐ نے فرمایا کہ کذب النسابون (اہل نسب جھوٹ بولتے ہیں) ابن اثیر "الکامل" میں لکھتے ہیں:

فنسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یختلف الناسبون فیہ الی معد بن عدنان علی ما ذکرت ویختلفون فیما بعد ذلک اختلافاً عظیماً لا یحصل منہ علی غرض فتارۃ یجعل بعضہم بین عدنان وبین اسماعیل علیہ السلام اربعۃ آباء ویجعل آخر بینہما اربعین اباً ویختلفون ایضاً فی الاسماء اشد من اختلافہم فی العدد فحیث رأیت الامر کذلک لم اعرج علی ذکر شیٔ منہ ومنہم من یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نسبہ حدیثاً یصلہ اسمٰعیل ولا یصح فی ذلک الحدیث
(الکامل فی التاریخ ص ۲۱ ج ۲)

معد بن عدنان تک جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اہل نسب کا آنحضرتؐ کے نسب میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اس سے اوپر ان کے مابین شدید نزاع ہے جس سے کچھ بھی استفادہ ممکن نہیں بعض علماء عدنان اور اسمٰعیل کے درمیان چار پشتیں اور بعض چالیس پشتیں بتاتے ہیں۔ ناموں میں تعداد سے بھی زیادہ اختلاف ہے۔ اس لیے ہم نے عدنان سے اوپر کے معاملہ کو چھیڑنے کی تکلیف ہی نہیں کی۔ بعض نے آنحضورؐ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسمٰعیلؑ تک مذکور ہے لیکن یہ حدیث صحت کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔

ذیل میں اسی اعتراض کو تاریخی شہادتوں اور عیسائی محققین کی تصریحات سے رفع کیا گیا ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ان اللہ عزوجل اصطفٰی کنانۃ من ولد اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام واصطفٰی قریشاً من کنانۃ واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (صحیح مسلم مع شرح النووی ص۲۴۵/۲ج)	اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے کنانہ کو، کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور مجھے بنی ہاشم میں سے منتخب فرمایا ہے۔

دیکھئے نسب نامہ میں اختلاف کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، نسلِ اسماعیل میں سے ہونے کا دعویٰ فرما رہے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ چند وجوہ سے نسب نامہ کے اختلاف کے باوجود تاریخی طور پر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ مسلّم ہے۔

یہ صورتِ حال بعینہٖ وہی ہے جو اناجیل میں مذکور جناب مسیح علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے نسب ناموں میں تضاد و اختلاف سے سامنے آتی ہے۔ ہرکس و ناکس انجیل متی (۱/ب) اور انجیل لوقا (۳/ب) کے نسب ناموں کے تضاد کو بالبداہت آشکار پاتا ہے اور فرانس کے بلند پایہ محقق اور سائنسداں عیسائی عالم (جو بحمد اللہ اسلام قبول کر چکے) ڈاکٹر موریس بوکائیے اپنی کتاب "بائبل قرآن اور سائنس" میں لکھتے ہیں:

"متی اور لوقا دونوں یسوع مسیح کے نسب نامے ایک دوسرے سے مختلف بتاتے ہیں اور سائنسی نقطۂ نظر سے اختلافات اتنے زیادہ اور ناممکنات کا احاطہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کتاب کا ایک مخصوص باب اسی موضوع کے لیے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس بات کی تشریح تو آسان ہے کہ متی جن کا مخاطب یہودیوں سے تھا وہ نسب نامہ کی ابتدا حضرت ابراہیم سے کرتے اور حضرت داؤد کو اس میں شامل کرتے اور یہ لوقا چونکہ چونکہ ایک نو عیسائی صابی تھے انہیں اس سے پہلے شروع کرنا چاہتا تھا لیکن ہم دیکھیں گے کہ دونوں نسب نامے حضرت داؤدؑ سے آگے چل کر بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔" (اردو ترجمہ ثناء الحق صدیقی ص۹)

تو کیا نسبِ نامے کے اس تضاد کے پیشِ نظر عیسائی محققین جناب مسیح علیہ السلام کے اسرائیلی ہونے سے انکار کریں گے؟ اگر نہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کے لیے میزان الگ کیوں ہے؟

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کے اختلاف کی دو بڑی معقول توجیہیں بھی علماءِ اسلام نے پیش کی ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ سلسلۂ نسب ہزاروں برس پر محیط ہے۔ اہلِ عرب اگرچہ حفظ انساب میں دوسری اقوام سے افضل تھے لیکن بہرحال اتنے طویل نسب ناموں کی حفاظت

کا اہتمام دنیا کی کسی قوم نے کیا ہے نہ ایسا ممکن ہی ہے۔

عدنان کی تاریخی حیثیت

دوسری درجہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانیؒ رقم طراز ہیں:

"اہل عرب زیادہ تر مشہور آدمیوں کے ناموں پر اکتفا کرتے تھے اور بیچ کی پیڑھیوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اہل عرب کے نزدیک چونکہ عدنان کا حضرت اسمٰعیلؑ کے خاندان سے ہونا قطعی اور یقینی تھا اس لیے وہ صرف اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ عدنان تک سلسلۂ نسب صحیح طور سے نام بنام پہنچ جائے۔ اوپر کے اشخاص کا نام لینا غیر ضروری سمجھتے تھے۔ اس لیے چند مشہور آدمیوں کا نام لے کر چھوڑ دیتے تھے۔" (سیرت النبی ج ۱ ص ۱۶۷)

امام سہیلیؒ الروض الانف میں طبری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وذکر من وجہ قوی عن نساب العرب ان نسب عدنان یرجع الی قیذر بن اسمٰعیل۔	طبری نے نساب عرب سے ایک مضبوط روایت نقل کی ہے کہ عدنان کا نسب قیذر بن اسمٰعیل سے جاملتا ہے۔

(الروض الانف مع سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۹)

خیر الدین الزرکلی نے قاموس الاعلام میں عدنان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

عدنان أحد من تقف عندھم انساب العرب المورخون متفقون علی انہ من ابناء اسمٰعیل بن ابراھیم والی عدنان ینتسب معظم اھل الحجاز (قاموس الأعلام ج ۴ ص ۲۱۸)	عدنان ان اشخاص میں سے ہے جن پر اہلِ عرب کا سلسلہ انساب رُک جاتا ہے۔ مؤرخین اس کے اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہونے پر متفق ہیں نیز حجاز کے بڑے بڑے لوگ عدنان کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں۔

(نیز دیکھئے اُسد الغابہ لابن الاثیر ج ۱ ص ۱۳ اور الاستیعاب لابن عبد البرؒ ج ۱ ص ۱۴)

انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں لکھا ہے:

"خدا کی مکرر رحمتوں اور ابراہیمؑ اور ہاجرہؓ کے ساتھ خدا کے وعدوں کے مطابق اسماعیلؑ کی نسل ایک بڑی قوم بنی۔ یہ قوم بارہ بدوی قبائل پر مشتمل تھی جن کا عملداری علاقہ مصر اور شام کے درمیان پڑتا تھا۔ ان قبائل کے بیشتر سرداروں کے نام، شام کے صحرائی نخلستانوں میں رہنے والے عرب قبائل یا ان

قبائل اور خاندانوں کے ناموں سے ملتے جلتے ہیں جنکا ذکر بائبل کے قدیم مآخذ میں آیا ہے۔ مؤرخین اہلِ عرب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ شمالی قبائل اور جنوبی قبائل۔ شمالی قبائل عدنان کی نسل سے ہونے کے مدعی ہیں جو اسماعیلی النسل تھا جبکہ جنوبی قبائل "قحطان" کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو بائبل کے یقطان سے مشابہ ہے"۔(ENCYCLOPEDIA AMERICANA 1984 VOL: 15 P: 489)

بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ آپ کی بعثت کے بعد عدنان تک جعلی طور پر گھڑا گیا ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مغربی مصنفین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ یہ سلسلۂ نسب اور عدنان کی یہ تاریخی حیثیت جناب سرورِ دو عالمؐ سے پہلے ہی مسلّم چلی آرہی ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص۲۸ ج۱ کالم ۱)

حرف آخر جناب اسماعیلؑ کو جو مقام و مرتبہ عرب اور اسلامی روایات میں حاصل ہے اس لحاظ سے بھی جناب اسماعیلؑ کے ساتھ تعلق کے حقدار عرب اور مسلمان ہی ہیں۔ چند آراء پیشِ خدمت ہیں۔

"اسماعیلؑ، بدوی عرب اسماعیلیوں کے جدامجد تھے۔ یہ اسماعیلی اسرائیلی کی طرح بارہ قبائل میں منقسم تھے۔ زیرِ اکہ اسلام ابراہیمؑ سے اپنا تعلق اسماعیلؑ کے واسطہ سے جبکہ یہود و نصاریٰ اسحاقؑ کے واسطے سے جوڑتے ہیں (MACMILLAN FAMILY ENCYCLOPEDIA: 1980 VOL: 11 P: 237 COL: 2)

"اسماعیلؑ، اہلِ عرب کے روایتی جدِ امجد ہیں اور اسلامی مذہب میں ایک پیغمبر تسلیم کیے جاتے ہیں"۔

(کولیئرز انسائیکلو پیڈیا ۱۹۸۰ ص۳۰۹ ج۱۳ کالم ۱)

"اہلِ عرب کے روایاتی جدِ امجد اسماعیلؑ کی والدہ کی حیثیت سے ہاجرہؑ کو عرب روایات میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے"۔ (ایضاً ص۵۷ ج۱۱ کالم ۲)

نتیجۃً غیر مسلم محققین کو ہمارا دعویٰ بالصراحت تسلیم کرنا پڑا۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے "اس موقع پر ایسی شہادتیں بھی موجود ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ اسماعیلؑ، محمدؐ کے جدِ امجد تھے۔

(طبع ۱۹۸۰ء ص۶۱۳ ج۵ کالم ۱)

مشہور عیسائی مورخ ایڈورڈ گبن اپنی تصنیف "سلطنت روما کا زوال" میں لکھتا ہے:

"اہلِ عرب، اسماعیلؑ کی پیدائش اور اس کے ساتھ کیے گئے وعدوں پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ وہ ابراہیمؑ کے ایمان و یقین کا احترام کرتے، ان کے اور اپنے نسب کا آدمؑ تک (باقی ص۱۱ پر)